المناهي الشرعية ـ أردو

# شرعی رکاوٹیں

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

هاتف: ٤٢٣٤٤٦٦ ٠١٦ ـ فاكس: ٤٢٣٤٤٧٧ ٠١٦

٢٧١

# شرعی ممنوعات

## المناهي الشرعية – أردو

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في الزلفي
Tel: 966 164234466 - Fax: 966 164234477

# المناهي الشرعية

## ترجمه إلى اللغة الأردية

**جمعية الدعوة والإرشاد و توعية الجاليات بالزلفي**

**الطبعة الثانية: ١٤٤٢/٩هـ**


ح **المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي**

**فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر**

**المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي**

**المناهي الشرعية - الزلفي 1438هـ**

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٠١٣-٨٤-٧

١- الحلال والحرام أ- العنوان

ديوى ٢٥٩ ١٤٣٨/٩٣٢٣هـ

رقم الإيداع: ١٤٣٨/٩٣٢٣

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٠١٣-٨٤-٧

# شرعی ممنوعات

الحمد لله والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ امابعد:

آپ اِس کتاب کو اپنے ہاتھ سے اُس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک کہ اِسے مکمل نہ پڑھ لیں!

یہ صرف آپ کے لئے ہے، کسی اور کے لئے نہیں...

میں نے اسے محبت کی سیاہی سے لکھا ہے...

میں نے اسے اپنے خون جگر سے تحریر کیا ہے...

اور اسے محبت کے سفیر اور شوق کے قاصد کے ذریعہ بھیجا ہے کہ وہ اسے لا کر آپ کے سامنے پیش کرے، یہ آپ کی آنکھوں سے پہلے آپ کے دل میں گھر کرلے اور چشم بدن سے پہلے آپ کی عقل میں مقام بنالے۔

## پیارے بھائی...محترم بہن...

دین پختہ ایمان پر قائم ہے، جس کے لوازمات میں سے ہے کہ دیئے گئے احکام کو بجالایا جائے اور منہیات کو ترک کردیا جائے۔اور دین کا نظام انہیں دو عظیم کناروں/ پاٹوں کے درمیان گھومتا ہے۔اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾.

[الحشر: ٧]۔

''اور جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے وہ روکیں اس سے رُک جاؤ''۔

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُم)۔ [بخاری ٧٢٨٨، مسلم ١٣٣٧]۔

''میں تمہیں جس چیز سے روکوں اس سے دور رہو، اور جس چیز کا حکم دوں اسے طاقت بھر بجالاؤ''۔

اور جیسا کہ مومن بندہ اُس کام کو جس کا اُس کے رب نے حکم دیا، اور اُس کے کرنے کو لازم قرار دیا، اور اُسے بجالانے کی ترغیب دی' محبت وامید اور قربت الٰہی کی خاطر انجام دے کر اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی بجالاتا ہے، اسی طرح وہ پابند ہے کہ اُس کام کو جس سے اس کے اللہ نے اسے روکا ہو اور اس سے ڈرایا

ہوانتہائی عاجزی، ڈراور سر تسلیم خم کرتے ہوئے چھوڑ دے۔

یعنی وہ ''کرو'' اور ''نہ کرو'' کے درمیان درمیان ہے، انسان کو اختیار ہے، راستہ اس کے سامنے ہے، قیامت کے دن بدلہ ملنے والا ہے، اچھا یا برا۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا﴾. [الدھر: ٣]۔

''ہم نے اسے راہ دکھادی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا''۔

ہم اس کے بندے ہیں، بندہ اپنے آقا کی ملکیت ہوتا ہے، وہی اُسے حکم دیتا ہے، منع کرتا ہے، بندے کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ راضی ہو، تسلیم کرلے، مطیع وفرمانبردار بن کر رہے۔ اور ہمارے لئے یہی شرف کافی ہے کہ ہم اکیلے اللہ کے بندے ہیں۔

محترم قارئین! میں اپنے لئے اور آپ کے لئے عقیدہ اور توحید سے متعلق چند منہیات کو جمع کیا ہے جن کا ذکر قرآن عظیم یا رسول کریم ﷺ کے حدیث شریف میں آیا ہے۔ تاکہ ہمارا ایمان کسی بھی طرح کی خرابی اور نقص سے محفوظ رہے، اور اس خرابی میں پڑنے سے بچے رہیں، اور انکی جانکاری رہے، پھر مسلمانوں کو بھی ہم ان سے باخبر کریں، اور جو ان کا شکار ہو چکے ہیں ان کو چھوڑنے کی دعوت دیں۔

میں اللہ کے اسماء وصفات کے وسیلہ سے اور اس کے کرم ونوازش کی امید پر

دعا کرتا ہوں کہ وہ اس عمل میں برکت عطا فرمائے، اور اسے ہر طرح کی کمی کوتاہی اور لغزش سے پاک کردے۔ اور اسے خالص اس کی اپنی رضا کے لئے بنا دے، اور جس نے اسکو جمع کیا، نظر ثانی کی، طبع کیا اور مسلمانوں کے درمیان نشر کیا ان سبھی کو جزائے خیر عطا کرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تو آئیں اللہ کے نام سے شروع کریں،

اسی پر بھروسہ کریں

اور اسی سے مدد چاہیں۔

## ۱- جس حکمت کی خاطر آپ کو پیدا کیا گیا ہے اس سے غافل نہ ہوں۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾. [الذاريات: ٥٦]۔ ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

## ۲- عبادت کی کوئی شکل غیر اللہ کے لئے نہ ہو اور اسکی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔

عبادت کی بنیاد یہ ہے کہ صرف اللہ کے لئے ذلت و عاجزی کرنا اور اسی پاک پروردگار کے لئے خشوع اختیار کرنا۔ اور غیر اللہ کے لئے عبادت دل سے بھی ہوتی ہے، زبان سے بھی، اور اعضاء بدن سے بھی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيئًا﴾. [النساء: ٣٦]۔ ''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو''۔

## ۳- کسی مخلوق سے آپ تعظیم و بزرگی والی محبت نہ کریں جیسے کہ اللہ سے

ہوتی ہے یا اس سے زیادہ نہ کریں۔ محبت صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے ہو، اور اسی کی خاطر ہو، اور جن کاموں سے اللہ کو محبت ہے ان سے محبت ہو۔ دنیا میں پائی جانے والی ہر محبت اگر اللہ کے بارے میں اور اللہ کے لئے ہو تو وہ اللہ کی محبت میں

شمار ہوگی (۱)۔ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰه﴾. [البقرہ: ١٦٥]۔ ”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں“۔

**۴- اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔** ایسا ڈر جس میں بندگی اور اس کی قربت مقصود ہو یا اُن امور میں جن کی قدرت سوائے اللہ کے کسی میں نہ ہو، جیسے: موت دینا، گناہ کرنے پر پکڑنا اور اس پر سزا دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾. [البقرہ: ١٥٠]۔ ”تم ان سے نہ ڈرو مجھ ہی سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور اس لئے بھی کہ تم راہ راست پاؤ“۔

---

(۱) محبت کی قسمیں:

۱- شفقت والی محبت جو اولاد، بچوں اور ان جیسوں سے ہوتی ہے۔

۲- احترام وحسن سلوک والی محبت جو باپ، استاذ وغیرہ سے ہوتی ہے۔

۳- شہوانی محبت جو بیوی سے ہوتی ہے۔

۴- اطاعت وعبادت والی محبت جو صرف اللہ سے ہوتی ہے، البتہ اطاعت والی محبت میں ایمان والے نیک لوگوں کی محبت بھی شامل ہے۔

**۵-کسی غیراللہ کونہ پکاریں،**(۱-۱)۔ جیسے کہ مُردوں سے دعا کرنا، یافرشتوں سے یا نبیوں سے یا جنوں سے یا وہ جو دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لاَ يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰى يَومِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ، وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ اَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِين﴾. [الاحقاف: ۵، ٦]۔ ''اوراُس سے بڑھ کرگمراہ اورکون ہوگا؟ جواللہ کے سواایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں، اور جب لوگوں کوجمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہوجائیں گے اوران کی عبادت سے صاف انکار کرجائیں گے''۔

**٦- غیراللہ سے فریادنہ کریں،** یعنی سختی ہو یا تنگی ہوآسانی ہو یافراخی کسی بھی شکل میں غیراللہ سے ان اموریں فریادنہ کریں جن کی قدرت صرف اورصرف اللہ ہی کے پاس ہے، جیسے: روزی مانگنا، اولاد طلب کرنا، بیمار ہوں تو شفا طلب کرنا، گناہوں کی بخشش مانگنا، بارش طلب کرنا، بندوں کی ہدایت طلب کرنا، غم

---

(۱-۱) وہ دعا جواللہ نے اپنے لئے خاص کی ہے:

۱- عبادت اور ثنا وتعریف والی دعا: جیسے 'یا جواد'، 'یا کریم'، 'سبحان اللہ العظیم'، 'سبحانک لا الہ الا انت'

۲-عبادت وسوال والی دعا: جیسے 'یارحیم مجھ پررحم فرما'، اے اللہ میری مغفرت فرما'۔

دور کرنے کی درخواست کرنا، دشمنوں کے خلاف مدد مانگنا۔ البتہ زندہ اور سامنے موجود شخص سے اس چیز کی درخواست کرنا جس کی اس میں قدرت ہو' جائز ہے لیکن فریاد کرنے والے کا دلی تعلق کسی مخلوق سے منسلک نہ رہے وہ صرف اللہ سے جڑا رہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾. [يونس: ١٠٦]۔ ''اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تم کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''۔

**۷- غیر اللہ سے پناہ نہ مانگیں**، آپ کسی جگہ پر ہوں اور وہاں کسی چیز سے تمہیں ڈر ہو تو غیر اللہ سے پناہ نہ مانگیں۔ صرف اللہ کو مضبوط تھام لیں، صرف اسی کی پناہ مانگیں اور یہ دعا پڑھیں: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ ذَرَأَ وَ بَرَأَ۔ (میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی، پھیلا دیا اور وجود میں لے آیا)۔ البتہ جو فطری خوف ہوتا ہے جیسے کسی دشمن یا کسی درندہ اور اس جیسا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾. [الجن: ٦]۔ ''بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے''۔

**۸-کعبہ کے سوا کسی کا طواف نہ کریں۔** مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے اندر موجود کعبہ مشرفہ جس کا طواف عبادت وتقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔اس کے علاوہ قبروں، ستھانوں، چٹانوں وغیرہ کا طواف نہ کریں، کہ اس طواف کے ذریعہ اس سے ثواب کی امید ہو اور (طواف نہ کرنے کی صورت میں) اس کی سزا کا ڈر ہو(۲)۔(خلاصہ یہ کہ کعبۃ اللہ کے سوا کسی بھی جگہ، کسی بھی چیز وغیرہ کا طواف کرنا عبادت میں شامل ہوجاتا ہے جوکہ حرام ہے)۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:
﴿وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ

---

(۲) قبروں اور مزاروں کا طواف اور وہاں کے ذبح کی کئی صورتیں ہیں:
۱-طواف اور ذبح اگر صاحب قبر کے لئے ہو تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہوگا جوکہ توحید کے منافی ہے، چاہے اس نے عقیدت کے ساتھ کیا ہو یا بغیر عقیدت کے۔
۲-اگر طواف اللہ کے لئے ہو، لیکن صاحب قبر میں نفع ونقصان کی طاقت کا عقیدہ رکھے تو وہ بھی شرک اکبر کا مرتکب ہے، ملت سے خارج ہے، توحید کے منافی ہے۔
۳-اگر طواف اللہ کے لئے ہو، اور ان قبروں میں کسی طرح کی تاثیر کا عقیدہ بھی نہ ہو، لیکن یہ کہتا ہو کہ ان کی بڑی شان ہے، بڑا مقام ہے، اور یہی بلاؤں کے ٹل جانے اور نفع کے حصول کا ذریعہ ہے تو یہ شرکیہ بدعت ہوئی اور وہ ایسے ہی ملعون ٹھرا جیسے اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو ملعون قرار دیا۔اور جیسے قبروں کو مسجد بنانے والوں پر لعنت بھیجا، لیکن شرک اکبر کا مرتکب نہ ہوگا، اور نہ ہی ملت سے خارج ہوگا۔

مُصَلّٰی وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِیمَ وَاِسْمٰعِیلَ أن طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِینَ وَالْعَاکِفِینَ وَالرُّکَّعِ السُّجُود﴾.[البقرہ: ۱۲۵]۔ ''ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے ثواب (بار بار آنے کی) اور امن وامان کی جگہ بنایا، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو، ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو **طواف کرنے والوں** اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے اسے پاک وصاف رکھو۔

**۹- تبرک حاصل نہ کریں،** پتھر، درخت یا کسی قبر وغیرہ سے تبرک نہ حاصل کریں۔ تبرک صرف اسی چیز سے حاصل کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں خاص شرعی دلیل موجود ہو(۳)۔

---

(۳) تبرک کی قسمیں:

۱- شرعی تبرک، جیسے قرآن پاک (کی تلاوت سے جو برکت ملتی ہے، اور جس کا ثبوت شریعت میں موجود ہے) اسے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲- حسی تبرک، جیسے دینی تعلیم، اور دعا اپنے لئے یا دوسروں کے لئے، اور نیک آدمی کے علم کی یا اس کے پاس بیٹھنے کی یا اس کے دعا کی برکت، اس سے مراد اس کے ذات کی برکت نہیں۔

۳- شرکیہ تبرک، جیسے قبروں اور مزاروں وغیرہ سے، جس میں برکت کی دلیل نہ شرعی ہے نہ حسی۔ اس کی چند قسمیں ہیں: =

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں دیکھئے

أ- عبادت کی کوئی قسم ان قبروں کے لئے کرے تو یہ شرک اکبر ہوگا جو توحید کے
ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین کے لئے روانہ ہوئے، اور ہم کفر سے نکل کر نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، راستہ میں ایک جگہ مشرکوں کا بیری کا درخت تھا جہاں وہ (بطور تبرک) بیٹھتے اور اپنا اسلحہ لٹکالیا کرتے جسے **"ذات انــواط"** کہا جاتا، پس اس بیری کے درخت سے گزرے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جیسے ان کے لئے **"ذات انواط"** ہے اسی طرح ہمارے لئے بھی ایک **"ذات انواط"** بنادیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللّٰہ اکبر! اِنَّھَا السُّنَن، قُلْتُمْ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ کَمَا قَالَتْ بَنُو اِسْرَائِیلَ لِمُوسٰی: ﴿ **اجْعَلْ لَنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ ءَالِھَۃٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُونَ** ﴾ [الاعراف: ۱۳۸] لَتَرْکَبُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ) [ابن حبان ۶۷۰۲، صححہ الألبانی] اللہ اکبر یہی طریقے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے ویسی ہی بات کی جیسی بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کی تھی کہ ﴿ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کردیجئے

---

= ب- اگر یہ اعتقاد رکھے کہ وہ (قبر والے) ان کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں تو یہ بھی شرک اکبر ہے، توحید کے منافی ہے۔

ج- اگر یہ اعتقاد رکھے کہ وہ واسطہ تو نہیں ہیں بس صرف برکت کا ذریعہ ہیں تو اس نے شرکیہ بدعت ایجاد کیا جو واجبی کمالِ توحید کے منافی ہے۔

جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے﴾۔ البتہ تم ضرور بضرورتم سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے۔

**۱۰- اللہ کے ہاں کسی کام کے لئے کسی سے سفارش نہ مانگیں،** مگر صرف اللہ تعالیٰ سے، بے شک شفاعت کا تمام اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ کسی مقرب فرشتہ، کسی نبی مرسل یا کسی وفات شدہ ولی و بزرگ سے سفارش نہ مانگیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلاَءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّؤُونَ اللّٰهَ بِمَا لاَ يَعْلَمُ فِي السَّمٰوَاتِ وَلاَ فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾. [یونس ١٨]۔ ”اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے“۔

**۱۱-صرف اور صرف اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں،** اسی پر اعتماد کریں اور اپنے معاملات سوائے اس کے کسی اور کے سپرد نہ کریں (۴)۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کامل میں یہ بھی شامل ہے کہ اسی پر بھروسہ ہو، یقین ہو، اور پسندیدہ چیز کے حصول اور ناپسندیدہ چیز کے دور کرنے کے لئے جائز اسباب بھی اختیار کریں۔

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾. [الزمر: ٣٦]۔ ”کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟“۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾. [المائدہ: ٢٣]۔ ”اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے“۔

**۱۲- یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ انبیاء اور اولیاء کو بھی کوئی اختیار ہے** اس کائنات کے چلانے میں یا کسی کی تکلیف دور کرنے میں یا کسی کو کچھ فائدہ پہنچانے میں۔ کیونکہ پیدا کرنا اور حکم دینا و چلانا صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے پہلے سے بھی اور آخر تک بھی۔ اللہ کی اس کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور جو اس نے مقدر کیا، اور جو ارادہ کیا اور اس نے جو آسان کیا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ، قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ﴾. [الأنعام: ٦٣، ٦٤]۔ ”آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے نجات دیتا ہے۔ تم اس کو پکارتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے، کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو“۔

## ۱۳- یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کسی کو غیب کا علم ہے،

اللہ سبحانہ وتعالیٰ واحد ذات ہے جو غائب و حاضر سب کچھ جانتی ہے، آسمان و زمین میں کوئی چیز اُس سے چھپی ہوئی نہیں۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾. [النمل: ٦٥]۔ " کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کیئے جائیں گے؟"۔

**۱۴- کڑے نہ پہنیں،** یعنی کسی نفع کے حصول یا کسی نقصان کو دور کرنے کے ارادہ سے اپنے آپ پر یا اولاد یا سواری یا گھر یا کہیں اور کسی بھی طرح کا کڑا یا دھاگہ یا پٹہ نہ پہنیں اور نہ لٹکائیں (۵)۔ ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے قاصد کو بھیجا (کہ وہ یہ اعلان کرے کہ):(لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ

---

(۵) کڑے یا دھاگے یا سیپیاں وغیرہ پہننے والا یہ عقیدہ رکھے کہ نفع ونقصان ان میں ہے تو یہی اصل توحید کے منافی اور ایمان کی ضد ہے، اگر ان کو صرف سبب یا ذریعہ مانتا ہے تو یہ چھوٹا شرک ہے جو کمال توحید کے منافی ہے اور اس سے ایمان میں دراڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا دل اسی میں اٹکا رہتا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز سبب نہیں ہے اس کو سبب بنانا شرک ہے۔ سبب بھی شریعت سے ثابت ہونا ضروری ہے جیسے حسد کرنے =

وَتَرٍ أو قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَت)۔[صحیح البخاری ۳۰۰۵، صحیح مسلم ۲۱۱۵]۔ کسی بھی اونٹ کے گردن میں تار کا یا کسی بھی طرح کا کوئی پٹہ باقی ہو اسے کاٹ کر نکال دیا جائے۔

**۱۵- بلا کے ٹلنے کے لئے، یا اس سے بچاؤ کے لئے تعویذ، گنڈے، پلیتے نہ لٹکائیں۔** عبداللہ بن عُکَیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيه)۔ [ترمذی ۲۰۲۷، نسائی ۴۰۱۱، مسند احمد]۔ جس کسی نے کوئی چیز لٹکائی اُسے اسی کے سپرد کیا گیا۔ایک روایت میں ہے: (اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)۔ [ابوداود ۳۸۸۳، ابن ماجه ۳۵۳۰]۔ (شرکیہ) جھاڑ پھونک، تعویذ اور محبت پیدا کرنے والے عملیات، یہ سب کچھ شرک ہیں۔

**۱۶- جس مسجد میں قبر ہو اس میں نماز نہ پڑھیں**، شرک کے دروازوں کو بند کرنے کے لئے (۶)۔اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ

---

= والے کو نہلا کر اس کا پانی لینا، یا طبعی طور پر تجربہ سے ثابت ہو، جیسے پٹی باندھنا، اور طبی علاج کروانا، شرعی جھاڑ پھونک کروانا۔ جبکہ یہ بھی ضروری ہے کہ دلی تعلق مسبب الاسباب یعنی اللہ سے رہے، اور یہ جان لے کہ اسباب کتنے ہی بڑے اور طاقتور ہوں وہ اللہ کی تقدیر اور فیصلوں سے مرتبط ہیں۔

(۶) واجب یہ ہے کہ: مسجد قبر پر بنی ہو تو اسے گرا دیا جائے، اگر میت کو مسجد میں دفن کیا گیا ہے تو اس کی قبر کو اکھیڑ کر دوسری جگہ منتقل کیا جائے تاکہ فتنہ سے محفوظ رہا جائے۔

فَلاَ تَـدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾. [الجن: ۱۸]۔ ” اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو“۔

**۱۷- قبروں پر یا ان کے قریب نماز نہ پڑھیں**، برکت کے حصول کے لئے (۷)، یا اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہاں دعا کرنا افضل ہے، اور وہاں نماز پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔ یہ شرک اور اس کے اسباب میں پڑنے سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔

---

(۷) قبر کے پاس نماز پڑھنے کی متعدد صورتیں ہیں:

۱-قبر کے بارے میں یا صاحب قبر کے بارے میں کسی اعتقاد کے بغیر صرف اللہ ہی کی رضا کی خاطر قبر کے پاس نماز پڑھے، اور یہ گمان ہو کہ اس جگہ نماز پڑھنا افضل ہے تو اس نے شرکیہ بدعت کا ارتکاب کیا، وہ ملعون ہے، اور-اللہ کی پناہ- وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدترین آدمی ہے، لیکن اس کا شرک شرک اکبر اور ملت اسلام سے خارج کرنے والا نہیں ہے۔

۲-قبر کے پاس نماز پڑھتے ہوئے صاحب قبر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ بلاؤں کو ٹالتا ہے، بھلائیوں کو لے آتا ہے، اسی لئے وہ اس سے التجا کرتا ہے، اس سے (اپنی حاجات) مانگتا ہے، اس سے فریاد کرتا ہے تو وہ ملت اسلام سے خارج کرنے والے شرک اکبر کا مرتکب ہوا۔

۳-کسی نے لاعلمی کی وجہ سے قبر کے پاس اللہ کی عبادت کی، اور قبر کی موجودگی کا اسے پتہ نہ تھا تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور وہ گنہ گار نہ ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ، اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِد)۔ [بخاری، ٤٣٦، مسلم ٥٣١]۔ اللہ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بناڈالا۔ ایک اور روایت میں ہے: (ألَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، ألَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، فَاِنِّى أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)۔ [مسلم ٥٣٢]۔ سنو! بے شک جو لوگ تم سے پہلے تھے، وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے، سنو! کہ تم قبروں کو مسجدیں نہ بناؤ، کیونکہ میں تمہیں اس سے روک رہا ہوں۔

**۱۸- نماز نہ چھوڑیں،** کیونکہ وہ بندے اور رب کے درمیان کا رابطہ ہے، دین کا ستون ہے، اور جس نے نماز چھوڑی گویا اس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہ رہا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاة) . [مسلم ٨٢]۔ بے شک آدمی اور شرک وکفر کے درمیان (حد فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔

## ۱۹- تین مسجدوں کے سوا کسی اور طرف اجر کی نیت سے سفر نہ کریں

مکہ میں مسجد حرام، مدینہ میں مسجد نبوی (۸) اور فلسطین کے قدس میں مسجد اقصیٰ۔

(۸) نبی ﷺ کی قبر کی طرف قصداً سفر حرام ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے خود اس سے منع فرمایا، تنبیہ فرمائی، اور اس طرح کے سفر کے بارے میں فرمایا کہ یہ قبر کو عید (عیدگاہ) بنانے کے مترادف ہے، اور ایسا کرنے والا نص حدیث سے ملعون ہے۔

ان مسجدوں کے سوا کسی مسجد کی طرف اجر کی نیت سے سفر نہ کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامَ، وَمَسْجِدَ الرَّسُولِ، وَمَسْجِدَ الْأَقْصٰی)۔ [بخاری ۱۱۸۹، مسلم ۱۳۹۷]۔ (سفر کے ارادے سے) کجاوے نہیں کسے جائیں گے مگر صرف تین مساجد کی طرف: مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔

**۲۰-قبر کی زیارت اس لئے نہ کریں** کہ وہاں اللہ کے بجائے صاحب قبر سے دعا کریں گے، یا اللہ کے پاس اُن کا وسیلہ پکڑیں گے۔ [اسی لئے اسلام میں قبر کی زیارت سنت نہیں بلکہ قبرستان کی زیارت مسنون ہے۔ فرق واضح ہے]۔ بلکہ اس لئے کریں کہ ان کے حال وانجام سے عبرت پکڑیں، اور اس وقت (قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے) السلام علیکم کہیں اور انکے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ، اِن تَدْعُوهُمْ لاَ يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلاَ يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾. [فاطر: ۱۳، ۱۴]۔ "یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار

کر جائیں گے۔آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا“۔

**۲۱-قبر پر گنبد نہ بنائیں**، اور نہ ہی قبر کو زمین سے بالشت سے زیادہ اونچی بنائیں، نہ انہیں ونا گچ کر کے نقش ونگار کرتے ہوئے کچھ لکھیں اور نہ ان پر تصویریں بنائیں اور نہ ہی ان پر چراغاں کریں۔کیونکہ یہ سب کچھ ایک اعتبار سے مال کو ضائع کرنا ہے تو اس سے بڑھ کر یہ کہ شرک کا سبب ہے۔اور اس میں جو قبروں کی تعظیم میں افراط کی شکل ہے وہ عین بتوں کی تعظیم جیسی ہے۔(ذرا اس حدیث پر غور کیجئے:) ابو الھیاج الاسدی بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجو جس کام کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا:(أَلَّا تَدَعْ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَه)۔ [مسلم ٩٦٩]۔ کہ جس کسی مجسمہ کو دیکھو اسے مٹا کر رکھو،اور جس کسی اونچی قبر کو دیکھو اسے برابر کردو۔

**۲۲- کسی ذی روح مخلوق کی تصویر نہ بنائیں (۹)**، جیسے انسان،

---

(۹) تصویر بنانے میں ایک طرح ربوبیت کے دعویٰ کی بو آتی ہے،اور یہ اللہ کے حق میں زیادتی بھی ہے اس لئے کہ خلق وامر (پیدا کرنا،حکم دینا) کی صفات اپنے لئے خاص کی ہیں۔جیسے اس کا فرمان ہے:﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾. [الأعراف: ٥٤]۔ ”یاد رکھو! اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے“۔

حیوان، پرندہ، مچھلی وغیرہ، الا یہ کہ کہیں مجبوری ہو جیسے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نفسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّم)۔ [مسلم ۲۱۱۰]۔ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا، ہر وہ تصویر جو اس نے بنائی تھی اس میں جان ڈالی جائے گی جو اسے جہنم میں سزا دیتی رہے گی۔

**۲۳- غیر اللہ کے لئے ذبح نہ کریں**، ان کی قربت حاصل کرنے کے لئے یا ان سے ڈرتے ہوئے، یا ان سے کچھ پانے کی امید رکھتے ہوئے (۱۰)۔ جیسے کچھ لوگ جنات کے لئے ذبح کرتے ہیں کہ ان کے نقصان سے بچ جائیں، یا

---

(۱۰) غیر اللہ کے لئے ذبح کی دو قسمیں ہیں:

۱- تقرب چاہتے ہوئے یا تعظیمی طور پر یا بطور عبادت، چاہے جیسے بھی ذبح کرے اس کے پیچھے اگر اس کا مقصد جس کے لئے ذبح کرنا ہے اس سے کچھ نفع کی امید یا اس کے کسی شر سے ڈر ہو تو یہ توحید کے منافی اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا شرک اکبر ہے۔ جیسے گھر کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد جانور ذبح کر کے اسے کچھ دن یا دیر کے لئے اسی گھر میں چھوڑ دینا یا اس کے خون کو دیواروں کو لگانا، لیپنا اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ اس طرح شیطانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

۲- کسی مہمان یا رشتہ دار کے آمد کی خوشی اور ان کی مہمان نوازی میں ذبح کرے نیت میں خلوص وللّٰہیت ہو تو شرعی طور پر مطلوب چیز ہے۔

مُردوں (بزرگوں، ولیوں) کے لئے ذبح کرتے ہیں کہ ان سے نفع حاصل ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لاَشَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾. [الأنعام: ١٦٢، ١٦٣]۔ ”آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں“۔

**۲۴-ایسی جگہ اللہ عزوجل کے لئے ذبح نہ کریں** جہاں غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جاتا ہو۔حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں 'بوانہ' نامی جگہ اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، چنانچہ وہ آیا اور پوچھا: (إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ؟)۔ میں نے 'بوانہ' نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی؟ آپ ﷺ نے سوال کیا:(هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟)۔ کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی پوجا ہوتی تھی؟۔انہوں نے کہا: نہیں۔آپ نے پھر سوال کیا:(هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِ هِمْ؟)۔ کیا وہاں ان کے عیدوں یا عرسوں میں سے کوئی عید یا عرس ہوتا ہے۔انہوں نے کہا: نہیں۔تب آپ ﷺ نے فرمایا:(أَوْفِ بِنَذْرِكَ ، فَإِنَّهُ لاَ وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلاَ فِيمَا لاَ

يَـمْـلِكُ ابـنُ آدَم)۔ تو اپنی نذر پورا کر، بے شک اس نذر کو پورا نہیں کرنا چاہئے جس میں اللہ کی نافرمانی ہو اور جس کی انسان طاقت نہ رکھتا ہو۔ [ابوداود، کتاب الأیمان والنذور، باب مایؤمر به من الوفاء بالنذر، ٣٢١٣]۔

## ٢٥- مالی یا عملی اطاعت کی کوئی بھی نذر ہو(١١) صرف اللہ ہی کے لئے ہو، قبروں، مزاروں اور درگاہوں کے لئے کوئی نذر نہ مانی جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَـنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلاَ يَعْصِه)۔ [صحیح بخاری ٦٧٠٠، صحیح مسلم ١٥٢٦]۔ جس نے اللہ کے فرمانبرداری کی نذر مانی وہ اُسے پورا کرے، اور جس نے اللہ کے نافرمانی کی نذر مانی وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔

## ٢٦- اللہ اور کسی دوسری مخلوق کو برابر نہ کریں۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿فَلاَ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُون﴾. [البقرہ : ٢٢]۔ خبردار

---

(١١) نذر کی قسمیں:

١- اللہ کے لئے نذر، اس کی دو شکلیں۔

اَلف: اللہ کے فرمانبرداری کی نذر جسے پوری کرنا واجب ہے۔

ب: اللہ کی نافرمانی کی نذر جسے پورا کرنا واجب نہیں۔

٢- غیر اللہ کے لئے نذر چاہے اس کی اطاعت میں ہو یا معصیت میں یہ شرک ہے۔ اس لئے کہ نذر عبادت ہے جو صرف اور صرف اللہ کے لئے کرنا واجب ہے۔

باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: (مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ)۔ جو اللہ اور آپ چاہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جَعَلْتَنِی لِلّٰهِ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَه)۔ تو نے مجھے اللہ کے برابر کر دیا، بلکہ جو اکیلے اللہ تعالیٰ چاہے۔ [مسند احمد ۱/۲۸۳]۔

اس طرح کے بعض شرکیہ اقوال میں سے یہ بھی ہیں: اللہ اور آپ کے سوا میرا کوئی نہیں۔ میرے لئے تو آسمان میں اللہ ہے تو زمین میں آپ۔ میں نے بھروسہ و اعتماد کیا اللہ پر اور آپ پر۔

**۲۷- اللہ کی ذات میں غور وفکر نہ کریں۔** کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾. [الشوریٰ: ۱۱]۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ عقلیں اس کے بارے میں کوئی خیال کر سکیں۔ [کیونکہ اس ذات پر غور ہو سکتا ہے جس کی مثل یا مثال ہو جب کہ اللہ تعالی کی مثل و مثال ہی نہیں تو غور کیسے کیا جاسکتا ہے]۔ اور دنیا میں کسی کی نگاہ اس کو اپنے احاطہ میں نہیں لا سکتی، وسوسوں کا شکار نہ ہوں، اِن وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں اور رُک جائیں۔ اور کہیں: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تَفَكَّرُوا فِی آلَاءِ اللّٰهِ ، وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)۔ [الطبرانی فی

الأوسط ،والبیھقی فی الشعب، واللالکائی فی السنة۔ الصحیحه للألبانی ٤/٣٩٥، رقم الحدیث ١٧٨٨]۔ اللہ کی نعمتیں، اس کی نشانیوں اور احکام میں ضرور غور وفکر کرو، البتہ اللہ عزوجل کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

**۲۸- یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اللہ اپنی ذات کے اعتبار سے ہمارے ساتھ ہے،** بلکہ وہ اپنے علم واطلاع، نصرت وتائید کے اعتبار سے ہمارے ساتھ ہے، جبکہ رحمٰن ہم سے اوپر اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر مستوی ہے، مخلوق سے جدا ہے، جو اس کی جلالت شان وسلطان عظیم کے لائق ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں، اس کا کوئی نظیر، مددگار، مثیل اور ہمسر نہیں اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ، وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ**﴾. [الأنعام: ١٨]۔ "اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے، اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے"۔

**۲۹- اللہ کے لئے کوئی نام وصفت ثابت نہ کریں،** سوائے انہیں ناموں و صفات کے جو خود اللہ نے اپنے لئے اپنی کتاب عظیم میں اور اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے لئے اپنی صحیح حدیثوں میں ثابت کئے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نام توقیفی ہیں، یعنی ان میں اپنی عقل و پسند کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿**قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ...**﴾. [الاسراء: ١١٠]۔ " کہہ دیجئے کہ اس ذات کو اللہ کہہ کر پکارو

یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔

**۳۰- اللہ کے نام وصفات میں کج روی نہ اختیار کریں،** اُن کی نفی کرکے، یا بے معنی بنا کر کے، یا ان کے معانی کی تاویل کرکے، یا ویسے ہی نام مخلوقات کے رکھ کر ان سے مشابہت کرکے، یا جو نام وصفات اللہ تعالی کے نہیں ہیں انہیں اللہ کے ناموں میں داخل کرکے یا ان کی مثال بیان کرکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. [الأعراف: ١٨٠]۔ "اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی"۔

**۳۱- اللہ کے چہرے کا واسطہ دے کر کچھ نہ مانگیں،** بلکہ اس کے اسماء حسنی اور صفات علیا کے واسطہ سے مانگیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَلْعُونٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ، وَمَلْعُونٌ مَنْ يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ، مَا لَمْ يَسْأَلْهُ هُجرا)۔ [أخرجه ابن عساكر والطبراني، مزید دیکھئے الصحيحه ٢٢٩٠]۔ **ملعون ہے وہ جو اللہ کے** چہرے کا واسطہ دے کر مانگے اور وہ بھی جسے اللہ کے چہرے کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر وہ سائل کو کچھ نہ دے، ہاں اگر کوئی بے کار قسم کا سوال کرے اور اسے نہ

دے تو کوئی حرج نہیں۔

## ۳۲-وسیلے کا حرام اور بدعتی طریقہ اپنا کر قربِ الٰہی نہ چاہیں

(۱۲)، جیسے بعض لوگ کہتے ہیں: اے اللہ میں فلاں کی عزت وشان کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، یا فلاں کے حق کے واسطہ سے، یا فلاں کی ذات کے واسطہ سے، یا فلاں کے مقام ومرتبہ کے واسطہ سے۔(یہ سب حرام اور بدعتی طریقے ہیں)۔البتہ زندہ نیک مومنوں سے دعا کروائی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا اِلَيهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾. [المائدہ: ۳۵]۔ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوسکو“۔

---

(۱۲) شرعی وسیلہ جس کے واسطہ سے بلائیں ٹالی جاتی ہیں، بھلائیاں حاصل کی جاتی ہیں تین ہیں:

۱-اللہ کے اسماء حُسنیٰ اور صفات علیا۔جیسے: یا رحیم مجھ پر رحم فرما، یا غافر الذنوب مجھے بخش دے۔

۲-نیک اعمال کے ذریعہ۔جیسے: اے اللہ تجھ پر میرا جو ایمان ہے اس کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرما، اے اللہ تیرے نبی محمد ﷺ سے میری محبت کا واسطہ ہے کہ تو مجھے بخش دے۔

۳-زندہ، قریب نیک مسلم کی دعا آپ کے لئے۔

**۳۳- اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں،** چاہے تمہارے گناہ بہت زیادہ ہو چکے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّهُ لاَ يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾. [يوسف: ۸۷]۔ ”یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں“۔

**۳۴- اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہ ہوں چاہے تمہاری نیکیاں کتنی زیادہ ہوں۔** ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللّٰهِ فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ﴾. [الأعراف ۹۹]۔ ”کیا پس وہ اللہ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں، سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا“۔

**۳۵- اللہ کے بارے میں کبھی بدگمان نہ ہوں،** بے شک بندے کا اللہ کے بارے میں جیسا گمان ہوتا ہے اللہ ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰه)۔ [مسلم ۲۸۷۷]۔ تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔

**۳۶- اللہ کی عبادت صرف محبت سے نہ کریں،** اور نہ صرف امید کے ساتھ، اور نہ ہی صرف ڈر کے ساتھ۔ بلکہ امید و ڈر پرندے کے دو پروں کی طرح

ہوتے ہیں، کیونکہ ایک پر والا پرندہ اوپر نہیں اُڑ سکتا۔ جبکہ ایمان والے نیک بندے ﴿أُولٰئِکَ الَّذِینَ یَدْعُونَ یَبْتَغُونَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیلَةَ أَیُّهُمْ أَقْرَبُ وَیَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَیَخَافُونَ عَذَابَه﴾. ''اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہوجائے اوراس کی رحمت کی امید رکھتے اوراس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں''۔[بنی اسرائیل: ۵۷]۔ ایک اورجگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نَبِّیءْ عِبَادِی أَنِّی أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِیمُ، وَأَنَّ عَذَابِی هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِیمُ﴾. [الحجر، ۴۹، ۵۰]۔ '' میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔اور ساتھ ہی میرا عذاب بھی نہایت دردناک ہے''۔

**۳۷- بے عملی کے ساتھ اللہ کی رحمت کی امید نہ رکھیں،** کیونکہ اچھا عمل ہی انجام دینا اللہ کے ساتھ حسن ظن کی دلیل ہے۔سستی اور کاہلی کے ذریعہ اللہ کی رحمت نہیں پائی جاسکتی، وہ بے شک ایمان اور نیک عمل کے ذریعہ ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔اور اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں کے۔اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے:﴿اِنَّ الَّذِینَ آمَنُوا وَالَّذِینَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ أُولٰئِکَ یَرْجُونَ رَحْمَةَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِیم﴾. [البقرہ: ۲۱۸]۔ '' البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے''۔

**۳۸- دین کا مذاق اُڑائیں اور نہ ہی اسکی توہین کریں۔** یعنی کسی بھی ایسی چیز کا جس میں اللہ تعالیٰ کا یا قرآن کا یا رسول کا یا دین کا ذکر ہو، دل لگی کے طور پر ہی کیوں نہ ہو اس کا مذاق نہ اُڑائیں، اس کی توہین نہ کریں اور نہ اس کی تحقیر کریں (۱۳)۔ جیسے علم دین اور اہل دین کا مذاق اُڑانا (۱۴)۔ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والوں کا مذاق اڑانا، اور جیسے داڑھی اور مسواک وغیرہ کا مذاق اڑانا جو دین کے شعائر میں سے ہیں۔ یہ سب اللہ کے ساتھ کفر کے مترادف ہیں۔ پڑھیئے اس فرمان باری تعالیٰ کو:

---

**(۱۳)** کیونکہ یہ کفر انکار، مذاق اور جھٹلانے والا کفر ہے جو کفر اعراض یعنی نماز چھوڑ دینے جیسے کفر سے زیادہ سخت ہے۔ بلکہ یہ کسی بت کو سجدہ کرنے سے زیادہ برا ہے۔ کیونکہ یہ کسی بت، (یا قبر کو) سجدہ کرنے کے باوجود اللہ کی تعظیم بجالاتا ہے۔ جبکہ دوسرا دین کی کھینچ تان کر کے اللہ کو ہی گالی دے کر اُس سے زیادہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

**(۱۴)** اہل علم و نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے والوں اور اہل دین و استقامت سے مذاق کرنے والے دو گمراہیوں کے بیچ مارے مارے پھرتے ہیں:

۱- اگر وہ بالذات دین و شریعت اور ثابت سنتوں کو ہی نشانہ بناتا ہے جیسے داڑھی، کپڑا ٹخنہ سے اوپر رکھنا وغیرہ تو یہ سراسر کفر ہے۔ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر جاننا ہی اس آدمی کے برا ہونے کے لئے کافی ہے۔

۲- اگر وہ اہل دین یا ان کے بعض افعال و عادات کو نشانہ بناتا ہے وہ جو دینی امور کو عملی تطبیق دیئے ہوئے ہیں ان کا قصد نہیں کرتا تو وہ گنہ گار ہوگا البتہ کافر نہیں ہوگا۔

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَ آيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ. لاَ تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾. [التوبہ: ٦٥، ٦٦]۔ ”اگر ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے ہو“۔

**۳۹- ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھیں، نہ رہیں** جو اللہ کی آیات میں عیب جوئی کرتے، ان کا انکار کرتے، اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہاں البتہ جو کوئی ان لوگوں کو اس فعل سے ڈرائے یا اُن کا رد کرے یا ان کو دوسرے اچھے کاموں کی دعوت دیں تو اُسے وہاں بیٹھنے کی اجازت ہے۔ پڑھیئے اس آیت کو: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ اِنَّكُمْ اِذًا مِثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾. [النساء: ١٤٠]۔ ”اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب

منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے‘‘۔

**۴۰۔ شریعت اسلامیہ کو چھوڑ کر کسی اور قانون سے فیصلے نہ کریں، نہ** کروائیں، یہ تصور بھی نہ کریں کہ اسلامی فیصلے میں ظلم و جور، زیادتی اور سختی ہے، یا یہ کہ اس میں کوئی نقص یا نامکمل ہے، یا اس کے علاوہ دوسرے فیصلے، قانون بہتر ہیں یا اس کے مساوی ہیں اور لوگوں کے زندگی کے لئے افضل ہیں، یا اسلامی قانون آج کے زمانہ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور اور دین سے مرتد ہو جانا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ لَمْ یَحْکُمْ بِمَاأَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْکٰفِرُونَ﴾. [المائدہ: ٤٤]۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ کافر ہیں۔

**۴۱۔ اس شرعی حکم سے نفرت نہ رکھیں جس کا اللہ نے** اپنی کتاب میں یا رسول ﷺ نے صحیح حدیث میں بیان فرمایا ہے: جیسے ایک سے زائد بیویوں سے نکاح کرنا، سود کا حرام ہونا، زکاۃ کا واجب ہونا۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِینَ کَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ . ذٰلِکَ بِأَنَّهُمْ کَرِهُوا مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾. [محمد: ٨، ٩]۔ ”اور جو لوگ کافر ہوئے انہیں ہلاکی ہو اللہ ان کے اعمال غارت کردے گا، یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کردیئے“۔

## ۴۲- اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ملنے والے کے احکام

کے بارے میں تمہارے دل میں کسی طرح کی تنگی نہیں ہونی چاہئے، تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمہاری خواہشات اس دین کے تابع نہ ہوجائیں جسے محمد ﷺ اپنے رب کی طرف سے لائے ہیں، اور تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو سن کر عمل کرنے والے فرمانبردار نہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلاَ وَ رَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾. [النساء: ٦٥]۔ ”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں“۔

## ۴۳- جسے اللہ نے حلال کیا اسے حرام نہ کریں اور جسے اللہ نے

حرام کیا اُسے حلال نہ کریں، دین کے واضح ومشہور احکام کا انکار نہ کریں، جیسے: شراب (ونشہ آور چیز) کی حرمت یا نماز کی فرضیت کا انکار کرنا۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلاَ تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلاَلٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لاَ يُفْلِحُونَ﴾. [النحل: ١١٦]۔ ”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ

کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں“۔

## ۴۴-جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرے اس کی اطاعت نہ کریں،

حلال وحرام کا اختیار صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے۔ چنانچہ حلال وہی ہے جسے اللہ نے حلال کیا، اور حرام وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا اور دین وہی ہے جسے اللہ نے بطور شریعت کے اتارا۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾. [التوبہ: ۳۱]۔ ”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے“(۱۵)۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: ﴿اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾. [التوبہ: ۳۱]۔ ”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے“۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے تو انہیں رب نہیں بنایا۔ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حرام کیا وہ اس کو حلال کہہ دیتے تو تم اسے حلال سمجھ لیتے، اور اللہ نے جس چیز کو

---

(۱۵) علماء اور درویشوں سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حلال کو جانا پھر اسے قصدا بغیر کسی شبہ اور اجتہاد کے حرام قرار دیا۔ حرام کو جاننے کے باوجود قصدا بغیر کسی شبہ اور اجتہاد کے اسے حلال کیا۔

تمہارے لئے حلال کیا وہ اس کو حرام کہہ دیتے تو تم اسے حرام سمجھ لیتے ؟ عدی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں ایسے ہی کیا کرتے، تب آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تو ان کی عبادت ہے۔[ترمذی ۳۰۹۵، شیخ البانی نے حسن کہا]

**۴۵- دینی یا دنیوی امور میں اسلام اور اہل اسلام کی گراوٹ و پستی کو اور شرک اور اہل شرک کی ترقی کو دیکھ کر خوش نہ ہوں۔** اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُوْلُوْا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُونَ﴾. [التوبہ: ۵۰]۔ " آپ کو اگر کوئی بھلائی مل جائے تو انہیں برا لگتا ہے اور کوئی برائی پہنچ جائے تو یہ کہتے ہیں ہم نے تو اپنا معاملہ پہلے ہی درست کرلیا تھا، پھر تو بڑے ہی اتراتے ہوئے لوٹتے ہیں"۔

**۴۶- کفار سے دوستی کریں** نہ ان کی مدد کریں اور نہ ہی ان سے محبت کریں، اور نہ ان کے دینی امور میں مال و جاہ سے یا رائے و بدن سے کوئی تعاون کریں کہ کہیں آپ ان میں سے نہ ہو جائیں اور انہیں کے ساتھ اٹھائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾. [الممتحنہ: ۱]۔ " اے ایمان والو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، تم دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو"۔

**۴۷- کفار کی مشابہت (ان کی نقل) نہ اختیار کریں**، ان کے دینی امور میں یا وہ امور جو ان کے خصوصیات میں سے ہیں یا دوسروں کے مقابلہ میں ان کی امتیازی نشان مانے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)۔ [ابوداود ٤٠٣١]۔ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔

**۴۸- اپنے دین کے معاملہ میں ہلکاپن، ڈھیلاپن نہ اختیار کریں، نہ** بزدل بنیں نہ **غمگین** ہوں، کیونکہ عزت وغلبہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین کے لئے ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾. [آل عمران: ١٣٩]۔ "تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار رہو"۔

**۴۹- مشرکوں کے کفر میں شک نہ کریں**، نہ ان کے مذہب کو صحیح سمجھیں، نہ ان کے طریقہ کی حمایت کریں، نہ ہی ان کی طرف سے دفاع کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا شمار بھی انہیں میں سے ہو جائے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا﴾. [النساء: ٥١، ٥٢]۔ " کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے؟ جو

بت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہِ راست پر ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ لعنت کر دے تو اُس کا کوئی مددگار نہ پائے گا''۔

**۵۰- کافروں کے عیدوں اور ان کے مذہبی مناسبات** میں شریک نہ ہوں، نہ ہی ان کو مبارکبادی دیں، نہ ایسے کاموں میں ان کی مدد کریں۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو گویا آپ ان کے ان کاموں کو صحیح مانتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾. [التوبة: ۱۲۳]۔ ''اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے''۔

**۵۱- دین سے منہ نہ موڑیں**، یعنی دینی علم کے حصول اور اس پر عمل سے گریز نہ کریں۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ﴾. [السجده: ۲۲]۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے منہ پھیر لیا، (یقین مانو) کہ ہم بھی گناہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں۔

**۵۲- جادو سیکھنے سکھانے اور کرنے کروانے سے دور رہیں**۔ درحقیقت یہ جبت ایمان کی ضد اور کفر ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا

الشَّيَـاطِيـنُ عَـلٰـى مُلْكِ سُلَيمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَينِ بِبَابِلَ هٰرُوتَ وَ مٰرُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُولاَ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ﴾. [البقرة: ١٠٢]۔ " اوروہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔

## ۵۳- کاہن، عراف (غیبی خبریں دینے کا دعویدار)، شعبدہ باز، جادوگر، نجومی، ریت میں یا ہتھیلی میں دیکھ کر یا سیپی مار کر خبریں دینے

والے کے پاس نہ جائیں۔ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:(مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا) .[صحيح مسلم ٢٢٣٠]۔ جو کسی عراف کے پاس آیا اور کسی چیز کے بارے میں پوچھا اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی (١٦)۔

(١٦) چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی کا مطلب یہ ہے کہ ان نمازوں کا اجر وثواب اسے نہیں ملے گا، جبکہ نماز کی فرضیت اور اس کی پابندی اس سے ختم نہیں ہوگی۔ اگر اس نے نماز چھوڑ دیا تو کفر کا ارتکاب کیا۔

**۵۴- کسی کاہن اور علم غیب کے دعویدار کی تصدیق نہ کریں (ان کی باتوں کو سچ نہ جانیں)**، بے شک ان کے پاس آنا اور ان کی تصدیق کرنا انسانیت کے سب سے بہتر انسان پر نازل کردہ شریعت کا انکار کرنا ہے (۱۷)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَنْ اَتٰی کَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّد)۔ [ابو داود ٣٣٠٤، ترمذی ١١٦، ابن ماجه ٥٢٣، أحمد ١٦٤/٣]۔ جو کاہن یا عراف کے پاس آئے اور ان کی تصدیق کرے تو گویا اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔

**۵۵- تاروں سے بارش طلب نہ کریں**، برجوں اور سیاروں اور تاروں سے اپنی قسمت کو نہ جوڑیں (۱۸)۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

**(۱۷)** کاہن کی تصدیق کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کی ان واضح آیات اور ان صحیح احادیث کے خلاف بات ہے جن میں علم غیب کو اللہ کی خصوصی صفت قرار دی گئی ہے جس میں اس کا کوئی ساجھے دار نہیں یعنی سوائے اللہ کے علم غیب کا جاننے والا کوئی نہیں۔ کاہن کے سچ یا جھوٹ میں کسی نے شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ اس لئے کہ اس نے شک کیا کہ اللہ کے سوا بھی کسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔

**(۱۸)** علم نجوم اور علم فلک کے تعلیم کی دو قسمیں ہیں:

۱- زراعت سے متعلق موسموں اور دخول وقت اور موسم گرما و سرما وغیرہ کے شروع=

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أَرْبَعٌ مِنْ أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ، وَالطَّعَنُ فِي الأَنْسَابِ، وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، والنِّيَاحَة)۔ [مسلم ۲۹]۔ میری امت میں جاہلیت کی چار چیزیں پائی جائیں گی جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گے: خاندانی فخر، نسب میں طعنہ لگانا، ستاروں سے بارش طلب کرنا (۱۹) اور نوحہ کرنا۔

---

= ہونے کی معلومات حاصل کرنا جائز ہے۔ یہ عقیدہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان ستاروں کا ان میں کوئی اثر ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی اجازت سے صرف بطور علامت ونشانی کے ہیں۔

۲- زمین میں پیش آنے والے واقعات وحوادث سے ان کو جوڑا جائے، یہ جائز نہیں بلکہ یہ کفر میں داخل ہے۔ اس لئے کہ علم غیب کی جو خصوصیت اللہ نے اپنے میں رکھی اس کا دعویٰ کرنا ہے۔ جیسے بعض لوگوں کا یہ کہنا: فلاں ستارے میں تم دونوں کی شادی ناکام ہوگی، یا فلاں ستارے میں تمہاری تجارت میں فائدہ ہوگا وغیرہ۔

(۱۹) تاروں سے بارش طلب کرنے کی متعدد صورتیں ہیں:

۱- ستاروں سے بارش مانگنا۔ یہ ربوبیت اور الوہیت میں شرک ہے۔ کیونکہ پیدا کرنے اور وجود میں لانے کی صفات غیر اللہ میں ماننا ہوا جو اصل توحید کے منافی ہے۔

۲- اللہ کو چھوڑ کر بارش اور اس کے نازل ہونے کو تاروں کی طرف نسبت کرنا۔ یہ شرک اکبر ہے جو توحید کی ضد ہے۔

۳- نزول بارش میں تاروں کو سبب ماننا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سبب نہیں بنایا۔ یہ چھوٹا شرک ہے اور کمال توحید کے خلاف ہے البتہ اسلام سے خارج کرنے والا نہیں ہے۔

## ۵۶-ایسا نہ کہیں: کہ فلاں تارے کی حرکت وجہ سے ہمیں بارش

نصیب ہوئی (۲۰)۔ یہ تو بارش اور اس کے نزول کی نسبت ان تاروں کی طرف کرنا ہوا۔ حضرت زید بن خالد الجُھنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اس صبح کو جس کی رات میں بارش ہو چکی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف پلٹ کر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ اللہ کہتا ہے: کہ میرے بندوں میں سے کچھ نے مجھ پر ایمان کی حالت میں صبح کی اور کچھ نے کفر کی حالت میں۔ جس نے یہ کہا: کہ ہمیں جو بارش ہوئی وہ اللہ کے فضل و رحمت سے ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور کافروں کا انکار کرنے والا ہے۔ اور جس نے یہ

---

(۲۰) بارش کی نسبت تاروں کی طرف کرنے کی تین صورتیں ہیں:

۱- پیدا کرنے اور وجود میں لانے کی نسبت، یہ شرک اکبر ہے۔

۲- نسبت سببیہ، یہ چھوٹا شرک ہے۔

۳- وقت اور زمانہ کی طرف نسبت۔ یہ جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ یہ بات کہتے ہوئے تاروں کی وجہ سے یا ان کے سبب جیسے الفاظ نہ استعمال ہوں بلکہ فلاں تارا جب نکلا تھا اس وقت بارش ہوئی تھی جیسے الفاظ کہیں جس میں صرف اس بات کی خبر ہے کہ فلاں وقت بارش ہوئی تھی۔ (یہ نہیں کہ فلاں تارے کی وجہ سے ہوئی تھی)۔

کہا: کہ ہمیں فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والا اور تاروں پر ایمان رکھنے والا ہوا۔[بخاری ۱۰۳۸، مسلم ۷۱]۔

**۵۷-بدشگونی نہ لیں** (کیونکہ یہ اللہ پر بھروسہ کو کمزور کردیتا ہے، اور یہ بنیادی توحید کی کمال کے منافی ہے)۔کسی بھی چیز میں نحوست کا عقیدہ نہ رکھیں، جیسے پرندے، مخصوص لوگ، یا نام یا الفاظ یا جگہیں، یا حادثات یا نمبرات یا رنگ یا مہینے یا دن اور وقت۔ کیونکہ یہ سب کچھ نہ نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ فائدہ۔نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَا عَـدْوٰی، وَلَا هَامَةَ، وَلَا نَوْءَ، وَلَا صَفَرَ)۔ [مسلم ۲۲۲۰]۔ کوئی متعدی بیماری نہیں، کسی الو کا بولنا (کوئی نقصان نہیں پہنچاتا)، نزول بارش کو تاروں کی طرف منسوب کرنے کی کوئی حقیقت نہیں، اور نہ صفر کا مہینہ (منحوس) ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(لَا عَـدْوٰی، وَلَا طِيَـرَةَ، وَلَا غَوْلَ)۔ [مسلم ۲۲۲۲]۔ کوئی معتدی بیماری نہیں، کوئی بدشگونی نہیں، اور نہ ہی سفر میں کسی شیطان کا بہکاوا ہے۔

**۵۸- اچھی اور بری تقدیر کو نہ جھٹلائیں**، تقدیر اللہ کی مخلوق میں اللہ کا راز ہے، اس کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جس کا علم اللہ کو ہے اور جو اللہ چاہے اور جو اس نے لکھ دیا اور پیدا کیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب دے تو دے پھر بھی وہ ان پر ظلم کرنے والا نہ ہوگا، اور اگر وہ ان پر رحم کرے تو کرے اس کی رحمت ان کے لئے ان کے اپنے اعمال سے بہتر ہے۔ اور اگر تو اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالے تو اللہ اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک تو تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔ اور تو یہ جان لے کہ جو تجھے ملنے والا وہ کبھی چوک نہیں سکتا، جو تجھ سے چوک جائے وہ تجھے ملنے والا نہیں۔ اگر تو اس کے علاوہ (عقیدہ پر) مرا تو البتہ جہنم میں داخل ہوگا۔[ابوداود ٤٦٩٩، ابن ماجه ٧٧]۔

**٥٩- اللہ کی تقدیر پر ناراض ہوں (٢١)** ۔اور تو یہ جان لے کہ جو تجھے ملنے والا ہے وہ کبھی تجھ سے چوک نہیں سکتا، جو تجھ سے چوک جائے وہ تجھے ملنے والا نہیں (٢٢)۔ اور اللہ اپنی تقدیر و تدبیر میں بڑی حکمت والا ہے۔

---

(٢١) اللہ کے مقدر کئے ہوئے المناک فیصلوں پر ناراضگی کمال توحید کے منافی ہے۔ عین مصیبت کے وقت کوئی کفریہ بات یا عمل صادر ہو جائے تو پھر اصل توحید سے ہاتھ دھونے کی نوبت آ جائے گی۔

(٢٢) جب کوئی مصیبت پہنچے تو یہ چند واجبی اور انتہائی ضروری تدابیر اختیار کرنا چاہئے:

١- اپنے آپ میں صبر کریں بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔

٢- اپنی زبان کو قابو میں کریں، شکوہ شکایت، ناراضگی کی باتیں نہ کریں۔

٣- ناراضگی والے افعال کا ارتکاب نہ ہونے کے لئے اپنے اعضاء کو قابو میں رکھیں۔ جیسے: گال پیٹنا، گریبان پھاڑنا، بال اکھیڑنا اور سر پر مٹی ڈالنا وغیرہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ)۔ [ترمذی ۲۳۹۶، ابن ماجه ۴۰۳۱]۔ آزمائش جس قدر بڑی ہوگی بدلہ بھی اسی قدر بڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتا ہے تو ان کو آزمائش سے دوچار فرمادیتا ہے۔ پس جو اس میں صبر ورضا کا مظاہرہ کرتا ہے اس کے لئے اللہ کی رضا ہے اور جو اس کی وجہ سے اللہ سے ناراضی اور برہمی کا اظہار کرتا ہے اس کے لئے اللہ کی ناراضی ہے۔

## ۶۰- اپنے کئے ہوئے گناہ، عیب اور پاپوں کے بارے میں تقدیر کو حجت نہ بنائیں،

چنانچہ یہ نہ کہیں کہ: اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں پرہیز گاروں میں سے ہوتا۔ البتہ جو تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچتی ہیں اُن پر تقدیر کو حجت بنا سکتے ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِي جَنْبِ اللّٰهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِينَ، أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ، بَلٰى قَدْ جَاءَتْكَ آيٰتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ﴾. [الزمر: ۵۶-۵۹]۔ " (ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہے کہ اگر اللہ مجھے

ہدایت کرتا تو میں بھی پارسا لوگوں میں ہوتا۔ یا عذاب کو دیکھ کر کہے کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہوجاتا تو میں بھی نیکوکاروں میں ہوجاتا۔ ہاں (ہاں) بے شک تیرے پاس میری آیتیں پہنچ چکی تھیں جنہیں تو نے جھٹلایا اور غرور وتکبر کیا اور تو تھا ہی کافروں میں''۔

**٦١- یہ نہ کہیں کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوجاتا۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس چیز کی کوشش کرو جو تمہیں نفع دے، اور اللہ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو، اور اگر تمہیں کچھ (نقصان) پہنچ جائے، تو یہ مت کہو اگر میں ایسا کرلیتا تو ایسا ہوجاتا۔ البتہ یہ کہو اللہ کی تقدیر یہی تھی اور جو اس نے چاہا کردیا۔ کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کے کام کا دروازہ کھولتا ہے۔[مسلم ٢٤٤٦]۔

**٦٢- ان شاء اللہ کے بغیر یہ نہ کہیں کہ میں کل یہ کام کردوں گا۔** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ، إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ﴾. [الکھف: ٢٣، ٢٤]۔ اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔ مگر ساتھ ہی اِن شاء اللہ کہہ لینا۔

**٦٣- اللہ نے آپ کے بجائے کسی اور کو کسی چیز سے نوازا ہے تو اس کی تمنا نہ کریں،** اور اللہ نے آپ کو جتنا نوازا ہے اس پر راضی ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا

اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيمًا﴾. [النساء : ۳۲]۔ ”اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے۔ مردوں کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ان میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے“۔

**۶۴- اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کا انکار کر کے** اور اس کی نسبت کسی غیر اللہ کی طرف کر کے نا شکری کا ارتکاب نہ کریں، یا شکر وذکر کا جو حق اس نعمت کا ہے اس کی ادئیگی سے محروم نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَاِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِی لَشَدِيد﴾. [ابراھیم: ۷]۔ ”اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔“

**۶۵- غیر اللہ کی قسم نہ کھائیں۔** جیسے کعبہ کی قسم، نبی کی قسم، شرف وعزت کی قسم، ذمہ وعہدہ کی قسم، فلاں کی حُرمت، فلاں کی زندگی، فلاں کے سر کی قسم یا فلاں کے حق کی قسم وغیرہ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے کہ تم اپنے آباء واجداد کی قسم کھاؤ، جو بھی قسم

کھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ صرف اللہ کی قسم کھائے ورنہ وہ خاموش ہو جائے۔

[بخاری ٦١٠٨، مسلم ١٦٤٦]۔

**٦٦-امانت کی قسم بھی نہ کھائیں۔** حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

[ابوداود ٢٧٨٨]۔

**٦٧- اللہ کے نام کی قسمیں بھی بہت زیادہ نہ کھائیں،** کہ کہیں اس سے اللہ کے اسماء وصفات کے بارے میں بے قدری اور بے ادبی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اپنے قسموں کی حفاظت کرو﴾۔[المائدہ: ٨٩]۔

**٦٨- جس نے آپ کے لئے اللہ کی قسم کھائی ہے اُسے رد نہ کریں،** اللہ کی عظمت کا خیال کر کے اس کے قسم سے راضی ہو جاؤ۔ اگر اس نے کسی گناہ یا ایسے کام کے بارے میں قسم کھائی ہو جو آپ کے بس میں نہیں تو اسے نہیں ماننا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا جو اپنے باپ کی قسم کھا رہا تھا، آپ نے فرمایا: (لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰه)۔

[ابن ماجه ٢١٠١]۔ تم اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ، اور جو اللہ کی قسم کھائے تو اسے سچ کر دکھائے۔ اور جس کے لئے اللہ کی قسم کھائی جائے وہ اس سے راضی

ہو جائے، جو اللہ سے (یعنی اللہ کے نام کی قسم سے) راضی نہ ہو وہ اللہ کا نہیں۔

## ٦٩- اللہ تعالی جو عطا کرتا ہے اُسے اللہ کے حق میں بڑا مت سمجھیں

شک اس کے لئے کسی چیز کا عطا کرنا نہ مشکل ہے اور نہ ہی اپنے مخلوق کی ضروریات پوری کرنے میں اسے کوئی چیز کمزور کرسکتی ہے۔ اور نہ ہی اسے کوئی چیز مخلوقات کے حوائج پوری کرنے پر مجبور کرسکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (دعا کرتے ہوئے یہ نہ کہے) اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، اگر تو چاہے تو مجھے روزی عطا فرما۔ بلکہ پختگی کے ساتھ مانگے، بے شک وہ جو چاہے کرنے والا ہے، اسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا۔ [البخاری ٧٤٧٧، مسلم ٢٦٧٩]۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی رغبت کو خوب بڑھا کر طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالی کے لئے کسی چیز کا عطا کرنا دشوار و مشکل نہیں ہے۔ [مسلم ٢٦٧٨]۔

## ٧٠- کسی ہم قبلہ شخص کو کسی گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہ کہیں جب

تک کہ وہ اسے حلال نہ سمجھ لے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے بھائی کو کافر کہے گا تو وہ کلمہ کفران دونوں میں سے کسی ایک پر لوٹ آئے گا؛ وہ اس طرح کہ اگر وہ شخص اس کا حقدار ہے تو

اس کو لگے گا ورنہ کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔[مسلم ٦٠، بخاری ٦١٠٤]۔

**۷۱-اللہ پر قسم نہ ڈالیں،** کسی کے بارے میں جنتی یا جہنمی کا فیصلہ نہ کریں سوائے اس کے جس کے بارے میں وحی سے ثابت ہو۔ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں کو نہ بخشے گا۔ تب اللہ نے کہا: کون ہے جو مجھ پر قسم ڈال سکتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ بے شک میں نے اسے بخش دیا، اور تیرے عمل کو برباد کر دیا ہے۔ [مسلم ٢٦٢١]۔

**۷۲-رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کو کو گالی نہ دیں،** اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائے، اور جوان پر لعنت بھیجتا ہے اس پر لعنت بھیجے، جو انہیں گالی دیتا ہے یا ان کی عیب جوئی کرتا ہے اس پر اللہ کا غضب نازل ہو، کیونکہ وہ نبیوں و رسولوں کے بعد سب سے بہتر انسان ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی بنیاد پر انہیں اپنے نبی کی صحبت کے لئے منتخب کیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو، میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مُد [625 گرام] یا اس کے آدھے کو بھی نہیں پہنچے گا۔[مسلم ٢٥٤٠، بخاری ٣٦٧٣]۔

**۷۴-اہل بیت کے نیک لوگوں سے بُغض نہ کریں،** بے شک ان کی

محبت دین کا حصہ ہے، اوران کی عزت کرنا عقیدہ ہے، البتہ ان کے بارے میں غلونہ کریں اور نہ ہی ان کے مقام ومرتبہ کی حد کو پار کریں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔
[مستدرك حاكم و صحيح ابن حبان و الصحيحه للالبانى ٢٤٨٨]۔

**۷۳- کسی مسلمان پر فاسق ہونے کا الزام نہ دھریں** الا یہ کہ آپ کے پاس اِس بارے میں اللہ کی طرف سے کھلی دلیل ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی کسی آدمی پر فاسق ہونے کا الزام نہ لگائے، اور نہ ہی کافر ہونے کا الزام لگائے مگر وہ اسی پر لوٹ آئے گا (یعنی کہنے والا ہی فاسق یا کافر ہوگا) اگر وہ جس کے بارے میں کہا گیا ویسا نہ ہو۔[بخاری ٦٠٤٥]۔

**۷۴- کسی مسلمان کو نہ کہیں: ''اے اللہ کے دشمن!''** حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے، اس نے کفر کیا۔ جو اپنے آپ کو کسی قوم کی طرف منسوب کرے اور فی الحقیقت وہ اس میں سے نہ ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ جس نے کسی کو کافر کہہ کر بلایا یا اللہ کے دشمن! کہہ کر بلایا اور وہ اس طرح نہ ہوا تو یہ بات کہنے والے پر لوٹ آئے گی۔[مسلم ٦١]۔

**۷۵- اگر ایسا ہوا تو میں اسلام سے بری ہوں**، (یعنی اسلام سے میرا تعلق

نہیں) یا اگر ایسا ہوا تو میں یہودی ہوں، یا عیسائی ہوں، اس قسم کی باتیں نہ کہیں۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں، اگر وہ جھوٹا ہو تو مسلمان نہ رہے گا، اور اگر سچا ہو تو بھی اسلام میں سلامتی سے نہ آسکے گا۔[ابو داود ۳۲۵۸، نسائی ۳۷۱۲، ابن ماجه ۲۱۰۰]۔

**۷۶- کسی کافر، منافق، فاسق اور علانیہ گناہ کرنے والے کو سید، مسٹر، آنجناب جیسے الفاظ سے مخاطب نہ کریں۔** حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ منافق کو سید نہ کہا کرو، اگر وہ سید ہوا تو پھر تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔[ابوداود ۴۹۷۷، صحیح الادب المفرد]۔

**۷۷- اللہ کے دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ نہ کریں،** عبادات میں اصل یہ ہے کہ جو کام شرعی دلیل قرآن وسنت سے ثابت ہو وہی کرو، اس کے ماسوا کاموں سے رُک جاؤ۔ بدعت نہ کرو، اتباع کرو، یہی آپ کے لئے کافی ہے۔ آپ محمدی طریقہ کو لازم پکڑو کہ وہی سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اور (دین میں) ہر نئی چیز کا اضافہ بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے ہمارے اس (دین کے) معاملہ میں کسی نئی چیز کا اضافہ کیا جو کہ اس میں سے نہیں ہے وہ مردود یعنی ناقابل قبول ہے۔[ بخاری ۲۶۹۷، مسلم ۱۷۱۸]۔

**۷۸- اللہ کے دین میں لوگوں کے لئے برے طریقوں کو رائج نہ کریں،** اس برے طریقہ کا گناہ تم پر ہوگا اور قیامت تک جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام میں (موجود مگر لوگوں میں گمشدہ) کسی اچھی سنت کو رواج دیا اس کو اپنا اجر ملے گا اور اس کے بعد عمل کرنے والے سارے لوگوں کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں (اصلاً غیر موجود) کسی برے طریقہ کو رواج دیا اس کا بوجھ (گناہ) اس پر ہوگا اور ان لوگوں کا بوجھ (گناہ) بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔[مسلم ۷۰۱۷]۔

**۷۹- قرآن کریم اور سنت مطہرہ کے بارے میں بغیر علم کے صرف اپنی رائے کی بنیاد پر جھگڑا نہ کریں،** اور ان کے مفہوم کی جانکاری اور اس سے متعلق سلف صالحین کے اقوال کی واقفیت کے بغیر خود ہی کوئی معانی نہ کر بیٹھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔[صحیح ابوداود ۳۸۴۷]۔

**۸۰- جس کا تمہیں علم نہ ہو اس کے بارے میں تکلف سے کام نہ لیں،** کیونکہ ناحق اللہ پر بات گھڑنے والے ہو جاؤ گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾. [بنی اسرائیل : ٣٦]۔ ''جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہواس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے''۔

**٨١- اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں**، جھوٹ افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان سے خالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ﴾. [الزمر: ٦٠]۔ ''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟''۔

**٨٢- اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ نہ گھڑیں**، جو آپ ﷺ نے نہیں کہا، یا نہیں کیا اس کی نسبت آپ کی طرف نہ کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔[ بخاری، ١١٠، مسلم ٣]۔

**٨٣- اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے پہلے ہی اپنا کوئی حکم، یا رائے، یا فیصلہ، یا بات، یا اپنی سمجھ نہ پیش کریں**۔ پہلے و بعد میں حکم دینے کا اختیار صرف اللہ ہی کا ہے۔ وہ جو بھی کرے اس سے سوال نہیں کیا جائے گا البتہ

لوگوں سے سوال ضرور ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيم﴾. [الحجرات: ١]۔ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

**۸۴- ایسا نہ ہو کہ اپنی پسند اور خواہش کے مطابق اللہ کے دین میں سے**، اس کی شریعت میں سے اور دین کے شعائر میں سے کچھ لے لیا جائے، اور باقی ماندہ کو اپنے مقصد کے خلاف ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے، بے شک دین کامل ہے جو کبھی تقسیم نہیں ہوسکتا، اس لئے آپ قرآن اور دین کے بعض حصہ کو ماننے والے اور بعض کو نا ماننے والے نہ بنیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِى السِّلْمِ كَافَّةً وَّلاَ تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيطَانِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِين﴾. [البقرة: ٢٠٨]۔ ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

**۸۵- محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب کی طرف سے جو دین کی تعلیمات لے آئے ہیں ان میں سے کسی کو بھی رد نہ کریں** (۲۳)، اپنی

(۲۳) ''لا الہ الا اللہ'' کی شرطوں میں سے ایک: قبول جو رد کے منافی ہے۔ پس آپ سن کر اطاعت کرنے والا، تصدیق کرنے والا مومن اور متوجہ ہو کر خضوع اختیار کرنے والا بنیں۔

کم فہمی سے، یا بے حقیقت نظریات کی بنیاد پر، درحقیقت عقل ونقل (دین) میں کوئی ٹکراؤ نہیں، اور نہ نص صریح اور صحیح عقل میں کوئی تضاد ہے۔ ان دونوں میں تعارض کا جب وہم پیدا ہوتو ضروری ہے کہ نقل (دین) کو عقل پر مقدم رکھیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾. [الحج: ٦٢]۔ ''یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے''۔

**٨٦- دین میں غلو نہ کریں، اپنے آپ پر ان چیزوں کا بوجھ نہ ڈالیں** جس کی تم میں طاقت نہیں، یا جس کام کی قدرت تم میں نہیں اس کا ارادہ نہ کریں، بے شک دین آسان ہے، اس کے ساتھ نرمی والا معاملہ اختیار کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دین میں غلو کرنے سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کو جس چیز نے ہلاک کیا وہ انکا دین کے بارے میں غلو کرنا ہی تھا۔[صحیح سنن النسائی ٢٨٦٣، صحیح سنن ابن ماجه ٢٤٥٥]۔

**٨٧- لوگوں کو دین سے متنفر نہ کریں**، اس کے معاملہ میں ان پر سختی کر کے اور غلط طریقہ سے اس کو نافذ کر کے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو مہم پر روانہ کرتے تو فرماتے: خوشخبری سناؤ نفرت نہ پیدا کرو، اور آسانی پیدا کرو مشکل نہ پیدا کرو۔[مسلم ١٧٣٢]۔

**۸۸- زمانہ کو گالی نہ دیں (۲۴)، بے شک یہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے (۲۵)،** جس نے اس کو پیدا کیا، تابع فرمان کیا اور اس میں تقدیر کو مقدر کیا اور مختلف کام اس میں جاری کیئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۲۴) زمانہ کو گالی دینے کی تین صورتیں ہیں:

۱- توحید کے منافی شرک اکبر ہے: جیسے: 'ہائے زمانہ کی خرابی'، یا 'آج کی رات سخت گرمی والی ہے'، 'اس کی ٹھنڈی بڑی سخت ہے'، اس اعتقاد کے ساتھ کہ گرمی اور ٹھنڈی کو پیدا کرنے والا وہ زمانہ ہے اور یہ رات ہے۔

۲- گناہ ہے جو جائز نہیں: صبر نہ کرنا، نیکی کی امید نہ رکھنا، اللہ کی تقدیر پر ناراض ہو کر بے صبرا ہو جانا۔ جیسے سخت گرمی یا ٹھنڈی کے بارے میں بے چینی اکتاہٹ میں نارضگی ملے ہوئے انداز میں خبر دینا، اس علم و یقین کے ساتھ کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۳- جائز: اس لئے کہ اس میں مجرد خبر دینا ہے۔ جیسے: آج کا دن گرم ہے، بڑی مصیبت کا دن ہے، سخت گرمی کا دن ہے، جس میں ناراضگی یا اعتراض کا انداز نہیں اور نہ ہی زمانہ کی خرابی کا کوئی عقیدہ ہے۔

(۲۵) زمانہ، زمین، جمادات، پتھر اور مخلوقات وغیرہ کو گالی دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے جو ان کا بنانے والا ہے۔ چنانچہ آپ کسی گھر کو اس کے کمزوری کی وجہ سے، یا گاڑی، سواری کو اس کے خراب بناوٹ کی وجہ سے گالی دیں تو درحقیقت اس کے بنانے والے کو گالی دینا ہوتا ہے۔ پس بندے پر واجب ہے کہ اس سے بچے رہے۔

نے فرمایا:(لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْر (٢٦)). زمانہ کو گالی نہ دو، بے شک اللہ ہی زمانہ ہے۔[مسلم ٢٢٤٦]۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے جبکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سارے امور ہیں، میں ہی رات ودن کو بدلتا ہوں۔ [بخاری ٤٨٢٦]۔

**٨٩- مشرکوں کے بتوں کو گالی نہ دیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کو گالی دینے لگیں۔** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾. [الأنعام : ١٠٨]۔ ''اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جہالت کی وجہ سے حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے''۔

**٩٠- جاہلیت والا دعویٰ کرنا چھوڑ دیں،** جیسے قبائلی عصبیت، پارٹی بازی، قومی، خاندانی عصبیتیں۔قومی عصبیتوں اور جاہلانہ پارٹی بازیوں کی طرف نسبت کو اسلام حرام قرار دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو (امیر کی) اطاعت سے نکل جائے اور جماعت کو چھوڑ دے پھر اسی حال میں مرجائے تو اس

---

(٢٦) دہر اللہ کے ناموں میں سے نہیں ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ بے شک زمانہ بدلنے والا،موسموں میں تبدیلی لانے والا اللہ تعالیٰ ہے وہ جیسے چاہے اس میں بدلاؤ لے آتا ہے۔

کی موت جاہلیت پر ہوگی۔اور جو اندھے جھنڈے کے نیچے مر جائے،قومی عصبیت پر غصہ ہو،قومی عصبیت سے لڑتا ہو وہ میری امت میں سے نہیں۔[مسلم ۱۸۴۸]۔

## ۹۱- یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ بس اسلام کی بساط اتنی ہی ہے جو ختم ہے،

اور اس کی عمارت ڈھا دی جائے گی،نہیں! بلکہ ہمیشہ اللہ کی مدد پانے والی ایک جماعت حجت کے ساتھ قائم رہے گی جو اسے چھوڑ دے وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جہاں بھی رات و دن ہیں وہاں تک دین پہنچ کر رہے گا۔اور اللہ اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے۔ اللہ ان کی ضرور مدد فرمائے گا جو اس کے مومن بندوں میں سے اس کی مدد کرتے ہیں،اور آخری انجام متقین کا ہی بہتر ہوگا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا، میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھا،جس حد تک میرے لئے زمین سکڑ دی گئی اس حد تک میری امت کی حکومت چھا جائے گی۔[مسلم ۲۸۸۹]۔

## ۹۲- یہ عقیدہ نہ رکھیں یا یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں کے دنیا کی ترقی میں پیچھے رہنے کا سبب اسلام ہے۔

بلکہ حق یہ ہے کہ مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کا اصل سبب ان کا دین سے دور ہونا اور رب کے طریقہ کو چھوڑ دینا ہے۔ اور ان اسباب کو حاصل نہ کرنا ہے جن سے قوت و طاقت، انکشافات وتحقیقات اور قیادت و سیادت ملتی ہے۔اور یاد رہے کہ اس امت میں آخر میں آنے والوں

کی درستگی اسی طریقے میں ہے جوان کے پہلے والے لوگوں میں تھی۔ پڑھئے ارشاد ربانی: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾. [النور: ٥٥]۔ ''تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور وہ ان کے خوف وخطر کو امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔

## ۹۳- اللہ کے اولیاء سے اور اس کے دین کی دعوت دینے والوں سے دشمنی نہ رکھیں،

اور وہ لوگ جو دین کی طرف سے دفاع کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کی خاطر پہرے دار کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ)۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے ولی سے

دشمنی کی اس سے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔[بخاری ٦٥٠٢]۔

## ٩٤- اللہ کے نیک بندوں سے صادر ہونے والی کرامات (٢٧) کا انکار نہ کریں،

بشرطیکہ وہ واضح شریعت کے موافق ہوں، یہ بھی واجب ہے کہ شیطانی کھیلوں سے بچ کے دور رہا جائے۔ دین سے خارج، بدعتی اور فاسق لوگوں کو ڈھیل دینے کے نتیجے میں جو چند کرتب دکھاتے ہیں ان کے اور کرامات کے درمیان فرق کیا جائے ان دونوں کو ملایا نہ جائے یا ان دونوں کو ایک جیسی چیز نہ سمجھ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَلاَ اِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾. [یونس: ٦٢]۔ ''یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں''۔

## ٩٥- کسی مسلمان کے بارے میں اپنے دل میں بغض یا کینہ نہ رکھیں

جبکہ اس کے گناہوں کے بارے نفرت رکھنا واجب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا [وَلَا تَقَاطَعُوا] وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوقَ ثَلَاثٍ). [مسلم ٢٥٦٣]۔ آپس میں ایک دوسرے سے

---

(٢٧) کرامات ان خلاف عادت امور کو کہتے ہیں جو اللہ کے نیک بندوں سے صادر ہوتے ہیں، جس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں پر کرم کرتا ہے۔ رسولوں کے معجزات کی طرح یہ چیلنج کے متقاضی نہیں ہوئے

بغض نہ رکھو، حسد نہ رکھو، پیٹھ نہ پھیرو اور نہ ہی قطع رحمی کرو، تم سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بات چھوڑے رہے۔

**۹۶- مسلمانوں سے قتال نہ کریں، ان پر ہتھیار نہ اٹھائیں** سوائے اس صورت میں کہ زیادتی کر رہا ہو اور ان سے لڑائی کرنا لازمی ہو جائے، اور ان کے شر سے بچنے کے لئے اس سے کمتر کوئی دوسرا طریقہ نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ). [بخاری ٤٨، مسلم ٦٤]۔ مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے۔ اور اسے قتل کرنا کفر (کے برابر) ہے۔

**۹۷- مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام (امیر، حکمران) سے الگ نہ رہو،** بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اور جماعت رحمت ہے اور تفرقہ عذاب۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً). [مسلم ١٨٤٨]۔ جو (اپنے امیر کی) اطاعت سے باہر ہوا اور جماعت کو چھوڑ دیا پھر مر گیا، تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی۔

**۹۸- مسلم حکمران کے خلاف بغاوت نہ کریں، نہ ہی اقتدار حاصل** کرنے کے لئے اُن سے لڑیں، جب تک کہ کھلم کھلا کفر دیکھ نہ لیں، اور اس میں

بھی تاویل فاسد یا دلی انکار کی گنجائش نہ ہواور اس بات پر آپ کے پاس اللہ کی طرف سے دلیل قطعی ہو، اور بغیر فساد کے اس حاکم کو ہٹانے کی قوت بھی دستیاب ہو۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم تنگی اور آسانی میں، خوشی اور ناگواری میں (ہر حالت میں) سمع وطاعت کریں گے اور خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور اس بات پر کہ ہم اقتدار کے معاملے میں مسلمان حکمرانوں سے نہ لڑیں گے، مگر یہ کہ تم ان میں کفر صریح دیکھو، جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو اور اس بات پر کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، حق بات کہیں گے، اللہ کے (دین کے) بارے میں ہم کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔[بخاری ۷۱۹۹، مسلم ۱۷۰۹]۔

**۹۹-خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہ کریں، اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَ كَرِهَ، مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَ لَا طَاعَةَ)۔ [بخاری ۷۱٤٤، مسلم ۱۸۳۹]۔ مسلمان آدمی پر (اپنے مسلمان حکمران کی بات) سننا اور ماننا فرض ہے، وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند۔ مگر یہ کہ اسے گناہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ پس جب اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا اور ماننا فرض نہیں۔

**۱۰۰-لوگوں کو دکھانے یا ان میں شہرت پانے کی غرض سے کوئی عمل نہ کریں،** اللہ کے مقابلہ میں وہ تمہیں کچھ نہ فائدہ پہنچا ئیں گے۔اس سے عمل برباد ہوتا ہے اور یہ گناہ کا موجب اور اجر کو ختم کرنے والا ہے۔بے شک اللہ وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضامندی کے لئے کیا گیا ہو اور شریعت کے عین مطابق ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿**فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا**﴾. [الكهف: ۱۱۰]۔ جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

**۱۰۱- گناہ کے کام لوگوں کے درمیان علانیہ نہ کریں،** اللہ نے جو پردہ ڈال رکھا ہے اُسے ویسے ہی رہنے دیں، ہر لغزش اور کوتاہی سے اپنے رب کے حضور توبہ کرتے رہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ، فَيَقُولُ : يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَ كَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ) .[بخاری ۶۰۶۹، مسلم ۲۹۹۰]۔ **میری امت کا ہر فرد درگزر کے قابل ہوگا،سوائے ان** لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرنے والے ہوں گے اور یہ بھی علانیہ گناہ میں سے ہے کہ آدمی رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے، پھر صبح کو، باوجود اس بات کے کہ اللہ

نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا (اسے لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیا) وہ کہے، اے فلاں شخص! گزشتہ رات میں نے اس اس طرح (کام) کیا حالانکہ اس نے وہ رات اس طرح گزاری تھی کہ اس کے رب نے اس کی پردہ پوشی کردی تھی اور یہ صبح کو وہ پردہ چاک کررہا ہے جو اللہ نے اس پر ڈال دیا تھا۔

**۱۰۲- یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کا دیکھنا کم درجے کی بات ہے** اور تمہاری خبر رکھنے والوں میں سب سے کمزور ہے، اور اللہ سے (جیسے شرم کرنے کا حق ہے) ویسے شرم کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں البتہ ضرور میری امت کے ان لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن سفید تہامہ پہاڑ جیسی نیکیاں لے کر حاضر ہونگے، چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں اڑتے ہوئے روئی کے گالوں کی طرح بنادے گا۔ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! واضح طور پر ان کے اوصاف بتلا دیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری لاعلمی میں ہم ان میں سے ہوجائیں۔ آپ نے فرمایا: سنو! بے شک وہ تمہارے ہی بھائی ہیں، تمہاری خاندان سے ہونگے، جیسے تم رات میں عبادت کرتے ہو وہ بھی کریں گے، لیکن یہ وہ لوگ ہونگے کہ جب تنہائی میں ہونگے تو اللہ کے محرمات کا ارتکاب کرنے لگیں گے، اور اللہ کی حرمتوں کو پامال کریں گے۔[صحیح ابن ماجہ ۳٤۲۳]۔

**۱۰۳- اللہ کو ناراض کرکے لوگوں کی رضا پانے کوشش نہ کریں،**

**آپ** پر لازم ہے کہ دوسروں کی خواہشات پر اللہ کے حکم کو ترجیح دیں، بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں سب سے بے نیاز کردے گا لیکن کوئی اور تمہیں اللہ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کی تلاش میں ہوتا ہے بھلے لوگ ناراض ہوں، تو اللہ لوگوں کا معاملہ حل کرنے میں اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔ اور جو اللہ کو ناراض کرکے لوگوں کی رضا چاہتا ہے اللہ اسے لوگوں کے سپرد کردیتا ہے۔ [صحیح سنن الترمذی ١٩٦٧]۔

**١٠٤- یہ نہ دیکھیں کہ گناہ چھوٹا ہے بلکہ اس ذات کی عظمت کا خیال کریں** جس کی تم نافرمانی کرنے جارہے ہو، اور وہ اللہ رب العالمین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾. [نوح: ١٣]۔ ”تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے“۔

**١٠٥- تمہاری نیت اور قصد وارادہ میں دنیا ہی دنیا چھائی نہ رہے،** اور دنیا کو ہی اپنی سب سے بڑی سوچ اور مبلغ علم نہ بناؤ (یعنی دنیا سے آگے نہ کوئی بات سوچیں اور نہ اس کا کوئی علم ہی ہو)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. [هود: ١٥، ١٦]۔ ”جو شخص دنیا

کی زندگی اوراس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کوان کے کل اعمال ( کا بدلہ ) یہیں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی ۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہےاور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں“ ۔

**۱۰۶-آخرت کے دن کو نہ بھولیں، اس کی تیاری میں غفلت کا شکار نہ ہوں،** تم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہو، تمہارا پلٹنا اسی کی طرف ہے، تمہارا آخری نتیجہ اسی کے سامنے کھڑے ہونے کا ہے، وہ عنقریب تم سے ہر چھوٹے بڑے اور ہر حقیر و عظیم کے بارے میں پوچھے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿فَوَرَبِّکَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ اَجْمَعِينَ، عَمَّا کَانُوْا يَعْمَلُونَ﴾. [الحجر: ۹۲، ۹۳]۔ ”قسم ہے تیرے پالنے والے کی! ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے، ہر اس چیز کی جو وہ کرتے تھے“ ۔

**پس ائے بھائیو!** ﴿وَاتَّقُوا يَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِيهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ﴾. [البقرہ: ۲۸۱]۔ اوراس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گےاور ہر شخص کواس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اوران پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سامان کی تیاری کرلو، زادراہ بھی تیار کرلو۔﴿وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوىٰ﴾. [البقرہ: ۱۹۷]۔ اپنے ساتھ سفرخرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ کا ڈر ہے۔

# خاتمہ

......وبعد:

ابھی ہم اس جز کے آخری موڑ پر کھڑے ہیں، جس میں عقیدہ اور توحید کے چند پہلوں کو عجلت پسندی اور تیز جھلکیوں کی شکل میں پیش کیا گیا۔ میں نے کافی کوشش کی کہ عبارت سہل، اسلوب سلیس، آسان انداز ہو۔ جس نے اسے دیکھ کر، پڑھ کر، اس میں جو ہے اس کی دعوت دوسروں کو دے کر اور اس کے نشر واشاعت میں مدد فرما کر مجھے عزت دی اللہ اسے خوشحال رکھے۔

اس میں جو کچھ حق وصواب ہے وہ کرم ونوازش کرنے والے اللہ کی طرف سے ہے، پس وہی اس کی طرف رہنمائی کرنے والا اور اس پر ثابت قدم رکھنے والا ہے۔ اور جو اس میں غلطی وکوتاہی ہے وہ میرے اپنے نفس اور شیطان کی طرف سے ہے اور اللہ اس سے پاک ہے، اور اس کے رسول اس سے بری ہیں۔

میں اپنے ہر گناہ سے اپنے رب کی بخشش طلب کرتا ہوں، اور اللہ اس شخص پر اپنی رحمتیں برسائے جس نے میرے عیوب مجھے ہدیہ کئے۔

جو اور زیادہ تفصیل چاہے وہ اہل علم کی کتابوں کی طرف رجوع کرے جو اس عظیم موضوع سے متعلق ہیں، جس کی ضرورت ہمیں کھانے پینے اور سانس کی ضرورت سے زیادہ ہے۔

کیسے نہیں؟ اس کا ثمرہ تو جنت ہے جس کی پہنائی آسمان وزمین کے برابر ہے،

جس میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں، بہت ساری بھلائیاں ہیں، جس کی حقیقت کا خیال تک کسی کو نہ آئے، اور کسی کے دل میں نہ کھٹکے، یہ سب اللہ کا فضل واحسان ہے۔

اس کے برعکس ہمیشہ کی بدبختی، چمٹے رہنے والا عذاب، شعلے مارتی ہوئی آگ ہے جس میں بدبخت ہی داخل ہوگا، یہ اللہ کا انصاف اور اس کی حکمت ہے۔

ہم اللہ سے اس کی رضامندی اور جنت کا سوال کرتے ہیں، اور اس کے آگ اور عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

اللہ ہی کے لئے حمد ہے اول وآخر میں، ظاہر وباطن میں۔ اور اللہ کے نبی، اور آپ کے آل واصحاب پر بہت زیادہ درود وسلام ہو۔

کتبہ

عبداللطیف بن ھاجس الغامدی

اللہ ان پر لطف وکرم فرمائے، ان کی بخشش فرمائے

جدہ (۲۱۴۶۸) ص۔ب: ۳۴۴۱۶